بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین............

اداریہ

قوانین انسانوں کو مہذب بنانے اور مہذب رکھنے کے لئے بنائے جاتے ہیں ، اللہ کا قانون جب اور جس کتاب میں یا جس امت وقوم کی طرف نازل ہوا، مقصود تہذیب ہی رہا۔اورتہذیب کے بارے میں ایک قول ہے کہ جب نجار لکڑی کو تیشے سے گھڑ کر حسبِ ضرورت کوئی شکل دیتا ہے،تو کہا جاتا ہے کہ ھــذبــہ یعنی اس لکڑی کے ٹکڑے کو اس نے مہذب بنادیا......اللہ کا قانون بھی انسانوں کو گھڑ کر،(تراش خراش کر) اس تہذیب میں ڈھالتا ہے جو اللہ کی منشاء کے مطابق ہو جبکہ انسانی قوانین انسانوں کو اپنی من پسند کی تہذیب میں ڈھالتے ہیں ......مہذب افرادِ معاشرہ انہی کو کہا جاتا ہے جو تعلیم وتربیت کے ذریعہ تہذیب یافتہ ہوتے ہیں تعلیم کا ذریعہ دینی ہو یا دنیاوی، اسلامی معاشرہ میں قوانین کی غرض وغایت تہذیب نفس (تہذیب انسان) ہی ہے۔

اللہ رب العزت نے تہذیب سکھانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور پھر انبیاء کے جانشین وحلفاء وخلفاء پیدا کئے تا کہ معاشرہ ان کی مدد سے مہذب بن سکے۔اورافراد معاشرہ اللہ کے ویسے مہذب بندے بنیں جیسے وہ چاہتا ہے۔جن انبیاء کی ذمہ داری معاشروں ،قوموں اور امتوں کو سنوارنے (مہذب بنانے) کی لگائی گئی اللہ نے ان کی ہر شر اور فتنہ سے حفاظت اوران کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بھی قوانین عطا کئے......اوران کی عزت وتوقیر بھی انسانوں پر لازم قرار دی......وتعزروہ وتوقروہ............

جن معاشروں میں خالص دینی احکامات اور فرامین الٰہیہ کو نافذ کیا گیا ان میں عزت و توقیر رسالت کے لئے کوئی الگ قانون سازی کرنے کی ضرورت نہیں پڑی لیکن جن مسلم معاشروں اورممالک میں انسانی آئین وقوانین بنائے گئے وہاں مسلمانوں کے مطالبہ پر ناموس رسالت کے قوانین کو بھی قوانین عامہ کا حصہ بنایا گیا ......اور قوانین کی خلاف ورزی پر سزائیں مقرر کی گئیں ......بدقسمتی سے ہم جس ملک و معاشرہ میں رہتے ہیں یہ ہے تو مسلم ملک اور مسلم معاشرہ مگر اس میں

اب تک عملداری بہت سے ایسے قوانین کی ہے جو اغیار سے مستعار ہیں ......اور اگر کہیں آئین میں اسلامی شقیں شامل ہیں تو ان کی حیثیت فقط نمائشی بنادی گئی ہے......

گزشتہ دنوں باسیانِ وطنِ عزیز ایک بڑی کرب و بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہوئے جس کے اثرات اب بھی ہیں کہ اسلامی جمہوریہ ہونے ، اسلامی آئین کے حامل ہونے اور اقتدارِ مسلمانان و مسلم لیگ ہونے کے باوجود مسلمانوں کے ان جذبات سے کھیلا گیا اور بیٹھے بٹھائے ان کے جذبات و احساسات کو کسی نادیدنی قوت کے اشارہ پر سخت مجروح کیا گیا۔ جن جذبات کو مسلم لیگ ہی کے وکلاء و قائدین نے غازی علم الدین شہید کے مقدمہ میں ابھارا اور سراہا تھا۔ایک بدطینت گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو جہنم رسید کرنے والے ایک عاشقِ رسول کو عجلت میں تختہ دار پر کھینچ کر حکمرانوں نے روسیاہی مول لے لی۔ اور ممتاز قادری اپنے آقا و مولی ﷺ کی عزت و ناموس پر قربان ہوگیا...... مانا کہ پوری حکومت اس میں ملوث نہیں اور نہ ہی پوری مسلم لیگ اس کی ذمہ دار ہوگی مگر عرف یہی ہے کہ جس جماعت کے اقتدار میں جو بڑا کام ہوجائے اس کا اچھا برا کریڈٹ اسی جماعت کو جاتا ہے ، قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے کا سارا کام قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی اور دیگر علماء کرام نے کیا مگر چونکہ اقتدار پاکستان پیپلز پارٹی کا تھا لہذا کریڈٹ اسی پارٹی کو گیا اگرچہ اس پارٹی کے بعض لیڈرز یہ کریڈٹ لینے کو نہ کل تیار تھے نہ آج اسے اون کرنے کو تیار ہیں۔

عدالت کے فیصلے پر پھانسی کی سزا جس عجلت میں دی گئی اس کے اسباب و محرکات ملک کے اخبارات میں کالم نگاروں نے واضح کردئے ہیں ، سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کیوں نہیں کیا گیا ، اس پر بھی بہت کچھ لکھا جاچکا ، صدر نے اپیل کیوں مسترد کی یہ بھی کوئی لاینحل معمہ نہیں رہا ، دینی مذہبی جماعتوں نے بالعموم اور سنی قیادت نے بطورِ خاص شہید کو غازی بنانے میں مخلصانہ کوششیں نہیں کیں یہ شکوہ عام افراد معاشرہ و محبین ممتاز کو ہے۔ اور رہے گا ، مگر مجھے جب ممتاز قادری کی شہادت کا میسیج موصول ہوا تو میں نے جواباً مبارک باد دی ، میسیج یہ تھا کہ انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ممتاز قادری کو پھانسی دے کر شہید کردیا گیا ...... میرے جواب پر میسیج بھیجنے والا نوجوان مشتعل ہوگیا اور اس نے کہا...... آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے ...... میں نے پھر میسیج کیا کہ اللہ نے اپنے کسی بندے کو مرتبہ شہادت پر فائز کردیا ہے تو میں اور آپ اللہ کے اس عمل کو افسوسناک کہیں تو گویا ہم اللہ کے فیصلے پر ناخوش ہی نہیں کلمہ کفریہ بھی کہنے کے مرتکب ہورہے ہیں؟ جبکہ ہمیں ہدایت ہے کہ

اس موقع پر ہم انا للہ وانا الیہ راجعون (سمجھ کر) پڑھیں۔شہادت پر تو مبارک باد ہی دی جانی چاہیے ..... کہ یہ وہ درجہ ہے جس کے متمنی علماء ومشائخ، اولیاء وصوفیا اور صحابہ وتابعین رہے ہیں.....نوجوان نے پھر فون کر کے اپنی اضطراری کیفیت اور گہرے دکھ کا اظہار کیا تو میں نے کہا فرض کرو، ممتاز قادری مقدمہ سے بری ہو جاتا اور اسے سزاء نہ ہوتی تو پھر کیا ہوتا؟ اس نے کہا وہ زندہ تو رہتا مگر یا تو جیل میں یا جیل سے باہر مگر اس کی زندگی کیسی ہوتی؟ کچھ عرصہ بعد شاید اسے کوئی جانتا اور پوچھتا بھی نہیں ......اور اب تو وہ مر کر بھی امر ہو گیا ہے۔اسے غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالقیوم کی طرح یاد رکھا اور یاد کیا جاتا رہے گا......اس نے شہید ہو کر جنت پالی اور اپنی آل اولاد اور والدین کو بھی بخشوا لیا......اور لوگ اس کی قبر پر ہمیشہ آتے اور اس کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے ...... ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق..........ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

فقہی اعتبار سے شہید ممتاز قادری کا عمل امت کے اجماع، تعامل صحابہ، تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے متفقہ فتوی کی اتباع میں تھا۔اس کا جذبہ لائق تحسین تھا اور رہے گا۔البتہ اس کی شہادت کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب سیاست ہے جس کا فائدہ ممتاز قادری کو کچھ بھی نہیں نہ آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر اقدام اسے قرار دیا جاسکتا ہے جو چیز آئندہ گستاخان رسول کے قاتلوں کے کام آنے والی ہے وہ قانون میں تبدیلی ہے اور یہ تبدیلی سڑکوں پر مارچ کرنے ، جلسے جلوس کرنے ، ڈھیلی ڈھالی ریلیاں نکالنے اور کارنر میٹنگز یا سرکار سے ڈائیلاگ کرنے سے نہیں آئے گی وہ تبدیلی ایوان میں عددی اکثریت حاصل کرنے سے آسکتی ہے اور ایوان جب تک ایسے لوگوں کے حوالہ ہے جنہیں سیکولر کہا جاتا ہے تو تب تک آئندہ بھی کوئی تحفظ کسی کو حاصل نہیں اور نہ کسی شاتم رسول کو مقتدرہ سے سزا دلوائی جاسکتی ہے مثال کے طور پر آسیہ ملعونہ کا معاملہ سب کے سامنے ہے۔اور قوموں کی تقدیر بنانے اور بگاڑنے میں اصول یہ بن چکا ہے کہ، ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔اللہ اس ملک پر اور اس ملک کے بے وقوف یا بھولے بھالے عوام پر اپنا فضل فرمائے ......(آمین) وفاقی شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کرنا چاہئے کہ ممتاز قادری کے عمل پر سزا غیر شرعی اور انصاف کا قتل ہے، غازی تیرے جاں نثار بے شمار بے شمار کا نعرہ لگوانے والے کم از کم پانچ سو علماء اس مقدمہ کے مدعی بنیں اور مطالبہ کریں کہ چونکہ ہم سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر حکومتیں شاتمین رسول کو سزا نہ دیں تو علماء سزا دینے کے لئے شرعاً مکلف ہیں چنانچہ ہم نے ممتاز قادری اور دیگر نوجوانوں کی

ذہن سازی کی، اس نے ہماری اتباع کی اور ایک شاتم کو کیفر کردار تک پہنچایا، چنانچہ ہم سب کو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جائے۔ بلکہ ہمارے ساتھ ساتھ اس فکر و فلسفہ کو بھی سزائے موت سنائی جائے جو تحفظِ ناموسِ رسالت کی اساس ہے۔ اس حوالہ سے خیر القرون کے تمام فیصلوں کو اور ان فیصلے دینے والے قاضیوں کو بھی تختہ دار پر کھینچنے کا حکم صادر کیا جائے......کوئی ہمت کرے تو یہ تاریخ کا ایک منفرد اور زبردست مقدمہ بن سکتا ہے۔

اہل علم و قلم کے لیے عظیم خوشخبری

اشاریہ ماہنامہ برہان دہلی

مرتب: محمد شاہد حنیف 0333-4128743،

mshanif2010@gmail.com

اوراقِ پارینہ پبلشرز، لاہور 0321-4148570

کتاب سرائے، اُردو بازار، لاہور + فضلی سنز، اُردو بازار، کراچی

مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ اور مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ کے عظیم علمی، دینی، تحقیقی رسالے کے ۶۳ سالوں میں برصغیر پاک و ہند کے علماءِ کرام اور دیگر اہلِ علم و قلم کی قرآنیات، علومِ حدیث، فقہ و اجتہاد، عبادات، معاشرت، سیاست، سیر و سوانح، شعر و ادب، تاریخ......وغیرہ کے علاوہ سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہزاروں مقالات و کتب سے آگاہی کے لیے موضوع وار اور مصنف وار اشاریہ......محدود تعداد کریں۔ قیمت: ۸۰۰